بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ

لاہور پاکستان

یوم سہ شنبہ

شرح چندہ	
سالانہ	۲۱ روپے
ششماہی	۱۱ ؍
سہ ماہی	۶ ؍
ماہوار	۲½ ؍
فی پرچہ	۱ ؍

جلد ۲ | ۲۱ تبوک ۱۳۲۷ ہش | ۱۶ ذیقعد ۱۳۶۷ھ | ۲۱ ستمبر ۱۹۴۸ء | نمبر ۲۱۴

سر محمد ظفر اللہ خاں اسمبلی کی صدارت کرینگے

پیرس ۲۰ ستمبر۔ جمعیت اقوام کے حلقوں میں انجمن اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے پیرس سیشن کی صدارت کیلئے پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں کا نام لیا جا رہا ہے۔ گذشتہ اجلاسوں میں جو شہرت آپ نے حاصل کی ہے۔ اس کی بنا پر آپ کا صدر منتخب ہو جانا بعید از قیاس نہیں ہے۔ لیگ آف نیشنز کے تجربہ کی وجہ سے آپ کو دنیا کی پارلیمنٹ کے سیاست دانوں کی صف اوّل میں شمار کیا جاتا ہے۔

یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا سر محمد ظفر اللہ خاں اتنے لمبے عرصہ تک پیرس میں ٹھہر بھی سکیں گے یا نہیں۔

ہندوستان کے خلاف باشندگان کشمیر کا جذبہ نفرت دن بدن ترقی کر رہا ہے

آزاد کشمیر کے چھاپہ مار دستے کے نام سرینگر سے ایک خط

تراڑکھل ۲۰ ستمبر۔ آزاد کشمیر گورنمنٹ کی طرف سے جاری کردہ ایک بیان میں بتایا گیا ہے کہ آزاد فوج کے ایک چھاپہ مار دستے کو سرینگر سے ایک عربی مراسلہ موصول ہوا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ سرینگر اور اسکے نواح کے باشندوں میں دن بدن انڈین یونین کی فوج کے خلاف نفرت کا جذبہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب سرینگر کے شہر میں فوج کو داخل ہونے کی ضرورت محسوس ہو۔ تو شہر میں کرفیو نافذ کر دیا جاتا ہے۔ انڈین یونین نے شیخ عبداللہ کے مشورہ سے یہ طے کیا ہے کہ ہندوستانی فوج اور کشمیر کے شہریوں میں کم سے کم رابطہ رکھا جائے۔ آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کا اجلاس جو کل شروع ہوا تھا آج بھی جاری رہا۔ اس میں بعض اہم امور پر غور و خوض کیا گیا امید کی جاتی ہے کہ اتحادی قوموں کے پاکستان و ہندوستان کمیشن کے ممبر ۲۳ ستمبر کو پیرس جاتے ہوئے کراچی پہنچیں گے۔

کشمیر کمیشن

سرینگر ۲۰ ستمبر اتحادی قوموں کے کشمیر کمیشن کے صدر مسٹر ہڈل اور کمیشن میں بلجیم کے نمائندے جو آزاد کشمیر کے علاقے کا دورہ کر رہے تھے آج سرینگر پہنچ گئے۔ سری نگر میں کمیشن کے دوسرے ممبر پہلے سے ہی موجود تھے۔ کمیشن کے تمام ارکان کا ایک اجلاس سرینگر میں منعقد ہوا۔ خیال ہے کہ اس اجلاس میں دونوں پارٹیوں نے اپنی اپنی رپورٹیں پیش کیں۔ جن پر بحث و تمحیص ہوئی معلوم ہوا ہے کہ کمیشن کی ہراول پارٹی کل اور باقی ارکان منگل کو پیرس روانہ ہو جائینگے۔ وہاں پہنچکر وہ اپنی رپورٹ کی آخری تشکیل عمل میں لائینگے۔

نئے نمونے کی ٹیکسی گاڑیاں

لندن ۲۰ ستمبر۔ سمندر پار سے جو سیاح لندن آتے ہیں۔ وہ یہ دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں۔ کہ لندن میں چھوٹے پہیوں والی گاڑیاں چلتی ہیں۔ لیکن انہیں بہت جلد معلوم ہو جاتا ہے کہ اس قسم کی گاڑیاں لندن ایسے شہر میں جہاں آمد و رفت بہت زیادہ ہوتی ہے مفید ثابت ہو رہی ہیں۔ یہ گاڑیاں تنگ بازاروں میں بھی چل سکتی ہیں۔ اس قسم کی بہت سی گاڑیاں سڈنی (آسٹریلیا) بھیجی جا رہی ہیں۔ (رب اس)

انڈونیشیا کے شہر پر انتہا پسندوں کا قبضہ

بٹاویہ ۲۰ ستمبر۔ انڈونیشیا کی جمہوری مملکت کے ریڈیو نے جوگجاکرتہ سے اعلان کیا ہے کہ کل کمیونسٹوں نے مشرقی جاوا کے مشہور شہر میدین کی انتظامی عمارتوں پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر سرکاری فوجوں کو شکست دے کر پورے شہر پر قابض ہو گئے اس اعلان میں کہا گیا ہے کہ خطرناک کمیونسٹوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے حکومت اس شہر پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اور کمیونسٹوں کے خلاف پوری کارروائی کی جا رہی ہے کمیونسٹوں کی قیادت مسٹر موسو کر رہے ہیں۔

حکومت نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ کمیونسٹوں کے خلاف حکومت کی مدد کریں۔ کیونکہ مسٹر موسو کی پارٹی کی سرگرمیاں ملک کے خلاف ہیں۔ اعلان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ عوام کمیونسٹوں کے ساتھ نہیں ہیں

وزیر مال دورے پر

لاہور ۲۰ ستمبر۔ میجر سید مبارک علی شاہ وزیر مال مغربی پنجاب ۲۰ ستمبر کو سیالکوٹ اور مرالہ کے سہ روزہ دورے پر گئے آپ ۲۲ ستمبر کو واپس آئینگے اور اگلے دن پھر پاکپتن۔ سلیمانکی۔ اسلام ہیڈ ورکس ملتان۔ مظفر گڑھ۔ خانیوال۔ سدھنئی اور جھنگ کے دورے پر روانہ ہو جائینگے اس دورے میں قائداعظم کی افسوسناک رحلت کی وجہ سے کوئی سوشل تقریب نہیں ہوگی۔

اپنے تمام اختلافات رفع کر دیجئے

(پیر مانکی شریف)

کراچی ۲۰ ستمبر۔ پیر صاحب مانکی شریف نے ایک بیان میں پاکستانی عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے تمام اختلافات رفع کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر ممکن کوشش کریں اور پاکستان کو اتنا مضبوط بنا دیں کہ وہ اپنے تحفظ کے علاوہ دوسرے اسلامی ملکوں کی بھی مدد کر سکے۔

حیدر آبادی رضاکاروں کی تنظیم خلاف قانون قرار دیدی گئی

حیدر آباد ۲۰ ستمبر۔ ریاست کے طول و عرض میں دھڑا دھڑ رضاکاروں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ نظام نے رضاکاروں کی تنظیم کو خلاف قانون قرار دے دیا ہے کل شہزادہ برار نے ہندوستان کے ایجنٹ جنرل مسٹر منشی کے ساتھ ملاقات کی۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ گفتگو کن امور کے متعلق ہوئی معلوم ہوا ہے کہ ابھی تک نظام کے محل پر حیدر آبادی فوجیں پہرا دے رہی ہیں انہیں ہندوستانی فوج نے غیر مسلح نہیں کیا گیا۔

لائلپور میں تعزیتی جلسہ

لاہور ۲۰ ستمبر۔ لائلپور سے ایک اطلاع مظہر ہے ڈسٹرکٹ سولجرز سیلرز اینڈ ایئرمینز [illegible] کا ایک جلسہ قائداعظم کی وفات حسرت آیات پر افسوس کرنے کے سلسلے میں ۱۳ ستمبر کو منعقد ہوا۔ بہت سے سابق فوجیوں نے مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی اور پاکستان کے استحکام کیلئے دل و جان سے کام کرنیکا عہد کیا (نامہ نگار)

ایران میں قائداعظم کا سوگ

طہران ۲۰ ستمبر آج ایران کے دارالسلطنت کی ایک مسجد میں قائداعظم کی یاد میں ایران کے ایک ہزار اشخاص نے دو گھنٹے تک قرآن مجید کی تلاوت کی۔ پاکستان کے سفارتخانے کے زیر اہتمام ایک جلسہ بھی منعقد کیا گیا۔ جس میں حکومت ایران کے وزراء، پارلیمنٹ کے ممبر اور چیدہ چیدہ عمائد شامل ہوئے شاہ ایران کی نمائندگی آپکے چھوٹے بھائی شاہ پور علی رضا نے کی جلسہ میں قائداعظم کی وفات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کیا گیا۔

آج سلامتی کونسل میں پھر حیدر آباد کا مسئلہ پیش ہوگا

لیک سکسیس ۲۰ ستمبر معلوم ہوا ہے کہ آج رات سلامتی کونسل میں پھر حیدر آباد کا مسئلہ زیر بحث لایا جائے گا۔ کیونکہ یہ مسئلہ ابھی تک ایجنڈے پر موجود ہے اور اس مسئلہ پر بحث جاری رکھنے یا اسے ختم کرنے کا اختیار سلامتی کونسل کو ہی ہے۔ واضح رہے کہ نظام دکن نے حیدر آبادی وفد کو ہدایت کی ہے کہ وہ اب اس سلسلے میں بحث کرنے پر زور نہ دیں۔

[illegible] پرنٹر و پبلشر [illegible] سے چھپوا کر دفتر الفضل [illegible] سے شائع کیا گیا۔

روزنامہ الفضل
۲۱ ستمبر ۱۹۴۸ء

حیدرآباد کا انجام

حیدرآباد کی سرزمین پر جو ڈرامہ کھیلا گیا وہ ظاہر بین کیلئے وہ واقعی محیر العقول ہے۔ اسلئے کہ بزدلی اور غداری کا جو مظاہرہ نظام دکن نے کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور سازش کے ماتحت قتل و غارت کرنے میں عدم تشدد کے زبردست حامیوں نے جس تشدد کو روا رکھا ہے۔ اسکی مثال بھی کہیں اور نہیں مل سکتی۔ جو ہونا تھا سو ہو چکا۔ لیکن یہ واقعہ اس قدر اہم ہے کہ اس کا اثر صرف حیدرآباد کی حدود تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ بیرونی دنیا بھی اس سے اثر لئے اور سبق حاصل کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

حیدرآباد کے بیس لاکھ مسلمانوں پر جو گذرے گی۔ اس کا اندازہ لگانا اور ان کے مستقبل کا قبل از وقت نقشہ کھینچنا لاحاصل ہے۔ البتہ نظام دکن کو ان کی غداری کی جو سزا قانون قدرت کے ماتحت ملیگی اس کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ تمام ریاست پر ہندوستانی فوج کا مکمل قبضہ ہو چکا ہے اور "حضور نظام" بے دست و پا ہو کر عالم بیچارگی کے اسیر بنا دیئے گئے ہیں۔ یہ انتظامات اگرچہ عارضی ہیں۔ لیکن اس کے بعد جو کچھ ظاہر ہونیوالا ہے۔ وہ اس سے بھی زیادہ تلخ اور بھیانک معلوم ہوتا ہے۔ ہندوستان کے اخبار جو آج سے کچھ عرصہ پہلے لکھ رہے تھے کہ "اعلیٰ حضرت حضور نظام" حکومت ہند سے سمجھوتہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن کیا کریں رضاکاروں کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ اب نظام دکن کو جیل خانہ کی ہوا کھلانے پر تلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ پنڈت نہرو کے اخبار "نیشنل ہیرلڈ" نے لکھا ہے

"اگر جنگ بند کرنے کا مطلب ہتھیار ڈالنا ہے تو نظام کو شرطیں پیش کرنے کی بجائے شرطیں منظور کرنی چاہئیں۔ جب تک وہ تخت سے دستبردار نہیں ہو جاتے وہ اپنے یا خاندان شاہی کے مستقبل کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اب ان کے محکوم ہی یہ فیصلہ کریں گے کہ آیا انہیں ریاست کا حکمران رکھا جائے یا نہ رکھا جائے۔ ان کی جگہ تخت نہیں بلکہ نظر بندی ہے"۔

پاکستان کے لئے بھی اس واقعہ نے ایسی ایسی تلخ حقیقتوں کو واشگاف کر کے دکھا دیا ہے کہ جن سے ہم اپنی راہ متعین کرنے اور اس پر صدق دل سے گامزن ہونے میں بہت مدد لے سکتے ہیں۔ یہ واقعہ جس قدر ہماری آنکھیں کھولنے کا موجب ثابت ہؤا ہے شاید ہمارے لیڈروں کی برسوں کی ترغیبیں اور پند و نصائح بھی ہم نیند کے متوالوں کے حق میں یہ کارنامہ سرانجام نہ دے سکتیں۔ پس قدرت کے ایک خاص فضل کی جھلک ہمیں اس حادثہ عظیمہ میں نظر آتی ہے۔ یعنی یہ کہ نہ صرف تلخ حقیقتیں ایک ایک کر کے ہمارے سامنے آتی جاتی ہیں۔ بلکہ تواتر اور تسلسل سے ظاہر ہو ہو کر ہم کو ضرورت وقت کے مطابق ہوشیار کرتی جاتی ہیں اور ہم اس نقصان عظیم سے محفوظ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جو ان تلخ حقائق کے روپوش رہنے یا ایک مدت بعد ظاہر ہونے کی صورت میں بلائے ناگہانی کی طرح ہمیں یکسر تباہی کی طرف لے جا سکتا ہے اگر خدانخواستہ عوام کے مطالبوں سے مجبور ہو کر ہمارے لیڈر اور رہنمایان اقتدار نظام کی حمایت میں کوئی عملی قدم اٹھا بیٹھتے تو اس کا خمیازہ ساری قوم کو بھگتنا پڑتا۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے ان لیڈروں پر کہ جن کے خلوص کو دیکھتے ہوئے ہم نے انہیں حکومت و اقتدار کی باگ ڈور سونپی ہوئی ہے کامل اعتماد رکھیں اور بے جا نکتہ چینیوں اور بعید از قیاس مطالبوں سے ان کو جادہ مستقیم سے بھٹکنے پر مجبور نہ کریں۔ اس اتحاد کو قائم و برقرار رکھیں کہ جو قائد اعظم نے نہایت جانفشانی اور کد و کاوش سے ملت کے منتشر اجزاء میں پیدا کیا اور جسکے نتیجے میں خود حصول پاکستان کا خواب حقیقت میں تبدیل ہو کر دنیا کی سب سے بڑی اسلامی حکومت کو عالم وجود میں لانے کا موجب بنا۔

ہم باشندگان پاکستان کو یہ اصول یاد رکھنا چاہیئے کہ کامیاب تقابل و تعامل کے لئے قوت اور طاقت کا حصول اندرونی تنظیم کیساتھ ہی وابستہ ہے۔ جس میں ہمہ تن مصروف ہو جانا ہمارا فرض اولین ہے۔ خدا تعالیٰ کی تلخ تقدیروں کو صبر کیساتھ قبول کرنے اور اس کے نتیجے میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں ہی ہماری کامیابی کا راز مضمر ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی تلخ تقدیروں پر صبر کا اظہار کرتے ہوئے ہمیں خدا تعالیٰ سے ہی استعانت مانگنی چاہیئے اور اپنی ان تھک کوششوں کے نتائج کو خدا تعالیٰ کی ذات پر چھوڑ کر احتیاط برتنی چاہیئے کہ عمل کوشش اور جد و جہد کا تسلسل ایک لمحے کے لئے بھی نہ ٹوٹنے پائے۔ ان تلخ حقائق نے ظاہر ہو کر ہماری اور ہمارے لیڈروں کی سیاسی بصیرت میں جو اضافہ کیا ہے۔ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے پر ہی ہماری کامیابی منحصر ہے اور اس بصیرت سے فائدہ اٹھانا بجز وقت کے تقاضوں کو کما حقہ پورا کرنے کے اور کسی صورت میں ممکن نہیں۔ پس وقت کی ضروریات کو بھانپ کر کامل اطاعت کا نمونہ دکھاتے ہوئے ہمیں ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اپنے آپ کو مستعد کر لینا چاہیئے۔ کہ یہی فوز و فلاح کی راہ ہے۔

قتل و غارت کے بعد پیغام امن: پنڈت جواہر لال نہرو

نے حیدرآباد پر قبضہ جمانے والی ہندوستانی فوجوں کی نام نہاد شجاعت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہوئے پاکستان کے عوام کو مشورہ دیا ہے کہ وہ خوف و خطر اور شکوک و شبہات کو دلوں میں جاگزیں نہ ہونے دیں اور قیام امن کے کام میں ہندوستان کا ہاتھ بٹائیں ہمارے خیال میں پنڈت جی کو چاہیئے تھا کہ یہ چکنی چپڑی باتیں کرنے سے پہلے اتنا انتظار کر لیتے کہ حیدرآباد پر کھنچی ہوئی تلوار سے خون ٹپکنا بند ہو جاتا۔ اور ہندوستانی توپوں کی گرج اور بمباری کی گرج جو ابھی تک فضا کو مرتعش کئے ہوئے ہے سرد پڑ جاتی اور رضاکاروں کے خون سے ہولی کھیلنے والے اپنی رنگین پوشاکیں بدل کر بگلا بھگت کا روپ بھر لیتے اس طرح شاید وہ دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنے میں کامیاب ہو جاتے۔ لیکن اس حال میں کہ حیدرآباد پر فوجی حکومت قائم ہے دوسروں کو امن و امان کا درس دینا اچھا اثر پیدا نہیں کر سکتا۔

ہزاروں انسانوں کو ٹینکوں تلے روند کر شہر خموشاں کے سناٹے کو امن سے تعبیر کرتے ہوئے دوسروں کو اس کام میں ہاتھ بٹانے کی دعوت دینا ہمارے نزدیک امن پسند دنیا سے استہزاء ہے۔ تسخیر قلوب کے بعد ہی حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے تلوار کی نوک پر نہیں۔ اسلئے قیام امن کے متعلق انڈین یونین کے نظریہ اور پاکستان کے نظریہ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ جونا گڑھ پر بزور شمشیر قبضہ کشمیر کی مسلم آبادی کے خلاف قتل و غارت اور خفیہ سازش کے بعد حیدرآباد پر دھاوا۔ جارحانہ کارگزاریوں کے وہ جلی عنوانات ہیں کہ جو امن کی چیخ و پکار اور اسکی اصلیت کو بے نقاب کئے دیتے ہیں۔ پنڈت جی کے مشورہ اور اپیل کے جواب میں ہم یہی عرض کریں گے کہ وہ زبان سے نہیں عمل سے دنیا پر امن پسندی کا اظہار کریں۔ اور یہ خوش فہمی دور کر دیں کہ دنیا ان سے لڑ رہی ہے۔ بھلا کسی کو ڈرنے اور خوف کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ کون ہے جو ان جارحانہ سرگرمیوں کے متعلق حقیقت حال سے واقف نہیں۔ دنیا ڈرنے کی بجائے ان جارحانہ کارروائیوں پر نفرین بھیج رہی ہے۔

گاندھی جی کے واقعۂ قتل کا اعادہ

فرانس کے سابق وزیر اعظم مسٹر شومان نے کہا ہے کہ اتحادی ثالث کاؤنٹ برنا ڈوٹ کا سفاکانہ قتل گاندھی جی کے واقعہ قتل سے بہت ملتا جلتا ہے۔ اسمیں شک نہیں مسٹر شومان نے بہت پتہ کی کہی ہے۔ گاندھی جی اور کاؤنٹ برنا ڈوٹ میں کام اور مشن کے اعتبار سے بہت مناسبت پائی جاتی ہے۔ پھر ہندو قوم بھی تجارت اور لین دین کے معاملات کیوجہ سے پہلے ہی سے یہودی صفت مشہور ہے گاندھی جی کو ان کی ہی قوم کے ایک گروہ نے ایک گہری سازش کے ماتحت ہلاک کیا اور کاؤنٹ بھی ایک خفیہ سازش کے ماتحت ایک ایسی قوم کے دہشت پسند گروہ کے ہاتھوں مارے گئے کہ جس پر ان کے بڑے احسانات تھے اور جس کو فلسطین میں آباد کرانے کی وہ سرتوڑ کوشش کر رہے تھے اور پھر ایک بڑی مشابہت یہ بھی پائی جاتی ہے کہ گاندھی جی کو ہلاک کرنیوالا گروہ عرصہ سے مسلمانوں کو ہلاک کرنیکی خفیہ سازشوں میں لگا ہوا تھا اور بلا روک ٹوک مسلمانوں کے قتل عام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے چکا تھا۔ بعینہ اسی طرح یہودیوں کا یہ Stern Gang جس کے بعض افراد نے کاؤنٹ برنا ڈوٹ کو قتل کیا ہے عرصہ سے عرب مسلمانوں کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بناتا چلا آیا ہے جسطرح گاندھی جی کے قتل پر ہندوستان کی حکومت کو ہوش آیا کہ راشٹریہ سیوک سنگھ وغیرہ جماعتوں نے اب اپنوں پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا ہے۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ نام نہاد اسرائیلی حکومت ان دہشت پسند گروہوں کو توڑنے اور خلاف قانون قرار دینے کے سلسلے میں اعلانات کر رہی ہے اور پکڑ دھکڑ بھی شروع ہو چکی ہے۔ حالانکہ اس نام نہاد حکومت کا اپنا قیام ہی ان گروہوں کی جارحانہ سرگرمیوں اور دہشت پسند کارروائیوں کا مرہون منت ہے۔ ہمارے خیال میں یہ مطالبہ کرنے کی بجائے کہ Stern Gang کو توڑ دیا جائے نام نہاد حکومت اسرائیل کیخلاف یو این او کو کوئی قدم اٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ دہشت پسند گروہوں کو خود اسکی حمایت حاصل ہے اور وہ یہی ہو سکتا ہے کہ یو این او ممبر ممالک کو حکم دیدے کہ وہ اس حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں۔

روزنامہ الفضل لاہور ۲۱ اگست (ستمبر) ۱۹۴۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

هُوَ النّاصِر — خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

مسلمانانِ پاکستان کے تازہ مصائب

قائد اعظم محمد علی صاحب جناح کی وفات اور حیدرآباد کی شکست

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے قلم سے

گیارہ اور بارہ ستمبر کی درمیانی رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک جگہ پر ہوں۔ جو نہ قادیان معلوم ہوتی ہے۔ اور نہ لاہور کا موجودہ مکان بلکہ کوئی نئی جگہ معلوم ہوتی ہے۔ ایک کھلا مکان ہے۔ جس کے آگے وسیع صحن معلوم ہوتا ہے۔ میں اسکے صحن میں کھڑا کچھ لوگوں سے باتیں کر رہا ہوں۔ باتوں کا مفہوم کچھ اس قسم کا ہے کہ قریب زمانہ میں مسلمانوں پر ایک بڑی آفت آئی ہے۔ اور عنقریب کچھ اور حوادث ظاہر ہونے والے ہیں۔ جو پہلی مصیبت سے بھی زیادہ سخت ہوں گے۔ اور مسلمانوں کی آنکھوں کے آگے قیامت کا نظارہ آجائیگا۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دُور افق میں مجھے ایک چیز اڑتی ہوئی نظر آئی۔ یہ چیز ابوالہول کی شکل کی سی تھی۔ اور اسی کی طرح عظیم الجثہ معلوم ہوتی تھی۔ ابوالہول کی طرح اسکی بنیاد بہت چوڑی تھی۔ اور اوپر آکے اس کا جسم نسبتاً چھوٹا ہو جاتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اوپر کے حصہ میں بجائے ایک سر کے اسکے دو سر لگے ہوئے ہیں۔ ایک سر ایک کونہ پر ہے۔ اور دوسرا سر دوسرے کونہ پر۔ اور درمیان میں کچھ جگہ خالی تھی۔ اس چیز کی جسامت اور ہیبت کو دیکھ کر میں نے قیاس کیا کہ یہی وہ بلا ہے۔ جس کے متعلق خبر پائی جاتی ہے۔ اور میں نے ان لوگوں سے جن سے میں باتیں کر رہا تھا۔ کہا وہ دیکھو وہ چیز آگئی ہے۔ میرے دیکھتے دیکھتے وہ بلاء عظیم اڑتی ہوئی ہمارے پاس سے آگے کیطرف گزر گئی۔ اور تمام علاقہ کے لوگوں میں شور پڑ گیا۔ کہ اب کیا ہوگا۔ وہ قیامت خیز تو آگئی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ مستورات جلدی جلدی کمروں کے اندر گھس گئیں۔ لیکن میں صحن میں ٹہلتا رہا۔ میں ٹہل ہی رہا تھا کہ کسی نے باہر سے آواز دی۔ میں دروازہ پر گیا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ دو کشتیاں دروازہ کے سامنے کھڑی تھیں لیکن وہاں پانی کوئی نہیں۔ اور کشتیوں کے نیچے چھوٹے چھوٹے پہیئے ہیں۔ ایسے چھوٹے جیسے بعض ٹرائیسکلوں کے اگلے چھوٹے پہیئے ہوتے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی کچھ چھوٹے۔ مجھے دیکھ کر جو کشتی میں بیٹھے ہوئے آدمیوں کا افسر تھا اس نے کہا کہ آپ اور آپ کے ساتھی کشتیوں میں بیٹھ جائیں۔ یہ آپ کے لئے بھجوائی گئی ہیں۔ تاکہ آپ ان میں بیٹھ کر محفوظ جگہ پر چلے جائیں۔ اور اس جگہ کا نام اس نے سٹیشن لیا گویا پاس کوئی سٹیشن ہے۔ جس پر جانے سے اس کے نزدیک نسبتی طور پر حفاظت حاصل ہو جاتی ہے۔ مجھے یہ یاد نہیں رہا۔ کہ اس نے کس شخص کیطرف منسوب کیا کہ اس نے کشتیاں بھیجی ہیں۔ ہاں یہ یقینی یاد ہے کہ خدا تعالےٰ کیطرف اس نے منسوب نہیں کیا۔ بلکہ کسی انسان کی طرف منسوب کیا ہے۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ یہاں پانی تو کوئی نہیں۔ یہ کشتیاں کس طرح چلیں گی۔ اس نے جواب میں کہا یہ کشتیاں بغیر پانی کے چلتی ہیں۔ ان کشتیوں میں بادبان بھی لگے ہوئے تھے۔ اور ان کے نیچے پہیئے بھی لگے ہوئے تھے۔ پہلے میں نے چاہا کہ گھر کے لوگوں اور باقی ساتھیوں کو لے کر ہم کشتیوں میں بیٹھ جائیں۔ اور سٹیشن پر چلے جائیں۔ جسے نسبتاً محفوظ کہا جاتا ہے۔ لیکن پھر میرے دل میں خیال آیا۔ کہ سٹیشن پر جانے کا کیا فائدہ ہے۔ اللہ تعالےٰ میں طاقت ہے وہ چاہے تو بلا کو ٹلا دے۔ تب میں نے اس شخص سے کہا کہ میں تو وہاں نہیں جانا چاہتا۔ میں تو یہیں رہونگا اس کے تھوڑی دیر بعد گو مجھے وہ بلا نظر تو نہیں آتی۔ جو اڑتی ہوئی آئی تھی۔ اور جسکے دو سر تھے۔ لیکن میں نے یوں محسوس کیا۔ کہ گویا وہ بلا آپ ہی آپ سکڑنے لگ گئی۔ اور چھوٹی ہونی شروع ہو گئی۔ اس وقت کسی شخص نے آکر مجھے مبارکباد دی۔ اور کہا کہ آپ نے اللہ تعالےٰ پر توکل کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اس بلا کا اثر مٹا دیا ہے۔ اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

وقت کے لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ رؤیا قائد اعظم کی وفات کے بعد آئی ہے۔ کیونکہ ان کی وفات کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ ساڑھے دس بجے ہوئی ہے۔ اور میں بالعموم سوتا ہی گیارہ بجے کے بعد ہوں۔ غالباً صبح کے قریب یہ رؤیا ہوئی ہے لیکن مجھے صبح نو بجے قائد اعظم کی وفات کا علم ہؤا۔ اس لئے جہاں تک اس رؤیا کا تعلق ہے۔ یہ اس علم کے نتیجہ میں نہیں۔ بلکہ اس علم سے پہلے کی ہے۔ اس رؤیا میں یہ بتایا گیا تھا۔ کہ مسلمانوں پر قریب زمانہ میں اور ایک دوسرے سے پیوستہ دو مصیبتیں آنے والی ہیں۔ اور بظاہر یوں نظر آئینگی کہ گویا مسلمانوں کو تباہ کر دیں گی۔ لیکن اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اور ان لوگوں کے طفیل جو اللہ تعالےٰ پر توکل کرنے کے عادی ہیں۔ ان مصیبتوں کے بد نتائج کو مٹا دے گا۔ اور اس خطرۂ عظیمہ سے مسلمان محفوظ ہو جائینگے۔

جب مجھے قائد اعظم کی وفات کا علم ہؤا تو میں نے سمجھا کہ ایک مصیبت تو ان کی وفات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مصیبت مسلمانوں کے لئے درحقیقت ۱۹۴۷ء کے واقعات سے بھی زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ گو ۱۹۴۷ء میں لاکھوں مسلمان مارا گیا۔ لیکن اس وقت ان کے حوصلے توڑنے والی کوئی چیز نہیں تھی۔ لیکن ایک ایسے لیڈر کا جس سے قوم کی امیدیں وابستہ ہوں ایسے وقت میں جدا ہو جانا جبکہ خطرات بھی بڑھ رہے ہوں۔ اور امید کے پہلو بھی منکشف ہو رہے ہوں نہائت سخت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ پس یہ دھکا ایسا تھا۔ کہ جس نے ۱۹۴۷ء کے واقعات سے بھی زیادہ مسلمانوں کے دلوں کو دہلا دیا۔

مجھے اللہ تعالےٰ نے اس رؤیا کے ذریعہ سے یہ علم بخشا کہ مسلمان اس صدمہ کی برداشت کی طاقت پا جائینگے۔ اور اللہ تعالےٰ ایسے سامان کر دے گا۔ کہ اس نقصان سے پاکستان کی بنیاد ہلیگی نہیں بلکہ الٰہی تدبیر سے محفوظ رہے گی۔ مگر مجھے اس وقت یہ خیال آتا تھا۔ کہ یہ جو خواب میں میں نے بلا دیکھی ہے۔ اس کے دو سر تھے۔ ایک سر سے تو اس ابتلا کی طرف اشارہ ہؤا۔ جو قائد اعظم کی وفات کی وجہ سے مسلمانوں کو پہونچا۔ لیکن دوسرا سر جو دکھایا گیا ہے۔ اس سے کیا مراد ہے۔ دوسرے دن یہ خبر شائع ہوئی کہ ہندوستانی فوجوں نے حیدرآباد پر حملہ کر دیا ہے۔ تب میں نے قیاس کیا کہ دوسرے سر سے مراد حیدرآباد پر حملہ ہے۔ اور چونکہ خواب میں کسی مصیبت کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ اس لئے میرے دل میں خیال گزرا۔ کہ کہیں یہ حیدرآباد کا حملہ بھی ایک مصیبت نہ بن جائے۔ آخر کل کی خبروں سے معلوم ہؤا۔ کہ حیدرآباد نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ نظام نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اور یہ واقعہ تمام باشندگان پاکستان کے لئے نہائت ہی غم واندوہ کا موجب ثابت ہؤا ہے۔ بلکہ اس تھوڑے سے وقت میں میں نے تو بعضوں سے یہاں تک سنا ہے کہ اب جبکہ ہندوستان حیدرآباد سے فارغ ہو گیا ہے وہ پاکستان کیطرف رخ کرے گا۔

یہ رؤیا جس دن مجھے آئی تھی۔ اسی دن صبح کو ایک معزز غیر احمدی آفیسر محمد یعقوب صاحب فریدی جو کھیوڑہ کی نمک کی کانوں کے سپرنٹنڈنٹ ہیں مجھے ملنے کے لئے مولوی عبدالودود صاحب کی معیت میں تشریف لائے تھے۔ فریدی صاحب حضرت سلیم صاحب چشتیؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ جو کہ اکبر بادشاہ کے پیر تھے۔ اور فتح پور سیکری میں جن کا مزار ہے۔ دوران گفتگو میں قائد اعظم کی وفات کا ذکر آیا۔ تو میں نے ان کو یہ رؤیا سنائی۔ وہ ایک تعلیم یافتہ اور معزز عہدہ دار ہیں اور احمدیت سے ان کو کوئی تعلق نہیں وہ حلفیہ گواہی اس پر دے سکتے ہیں۔ کہ

میں نے یہ رؤیا، بارہ تاریخ کی صبح کو ان کو سنادی تھی اور رؤیاء میں جو میں نے ابوالہول کا دوسرا سر دیکھا ہے۔ اس پر میں نے حیرت کا بھی اظہار کیا تھا کہ میں نے ایک سر کی بجائے دو سر دیکھے ہیں۔

میں اس رؤیاء کی بناء پر سمجھتا ہوں کہ گو یہ دونوں واقعات مسلمانوں کے لئے نہایت تکلیف دہ ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ ان صدمات کو چھوٹا کر دے گا۔ اور مسلمانوں کو ان کے بد اثر سے محفوظ رکھے گا۔ اگر مسلمان خدا تعالےٰ پر توکل کا اظہار کریں۔ اور کسی لیڈر کی وفات کا جو سچا ردّ عمل ہوتا ہے۔ وہ اپنے اندر پیدا کریں۔ یعنی اسکی نیک خواہشات کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ تو یقیناً مسٹر جناح کی وفات مسلمانوں کی تباہی کا موجب نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی مضبوطی کا موجب ہو گی۔

بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام جب فوت ہوئے ہیں۔ اس وقت میری عمر انیس ۱۹ سال کی تھی ان کی وفات اسی لاہور میں ہوئی تھی۔ اور ان کی وفات کی خبر سنتے ہی شہر کے بہت سے رد باشوں نے اس گھر کے سامنے شور و غوغا شروع کر دیا تھا۔ جس میں ان کی لاش پڑی تھی اور ناقابل برداشت گالیاں دیتے تھے۔ اور ناپسندیدہ نعرے لگاتے تھے۔ مجھے اسوقت کچھ احمدی بھی اکھڑے اکھڑے سے نظر آتے تھے۔ تب میں بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے سرہانے جا کر کھڑا ہو گیا اور میں نے خدا تعالےٰ کو مخاطب کر کے یہ عرض کی کہ اگر ساری جماعت بھی مرتد ہو جائے تو میں اس مشن کو پھیلانے کے لئے جس کے لئے تو نے ان کو مبعوث فرمایا تھا کوشش کروں گا۔ اور اس کام کے پورا کرنے کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کروں گا۔ خدا تعالےٰ نے میرے عہد میں ایسی برکت دی کہ احمدیت کے مخالف ہمارے عقیدوں کے متعلق خواہ کچھ کہیں پر تو ان میں سے کوئی ایک فرد بھی نہیں کہہ سکتا کہ بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات پر جماعت کو جو طاقت حاصل تھی اتنی طاقت آج جماعت کو حاصل نہیں۔ ہر شخص اقرار کرے گا کہ اس سے درجنوں گنے زیادہ طاقت اسوقت جماعت کو حاصل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر جناح کی وفات کے بعد اگر وہ مسلمان جو واقعہ میں ان سے محبت رکھتے تھے اور ان کے کام کی قدر کو پہنچانتے تھے۔ سچے دل سے یہ عہد کر لیں کہ جو منزل پاکستان کی انہوں نے تجویز کی تھی۔ وہ اس سے بھی آگے اُسے لے جانے کی کوشش کریں گے۔ اور اس عہد کے ساتھ وہ پوری تن دہی سے اس کو بنا ہنے کی کوشش بھی کریں۔ تو یقیناً پاکستان روز بروز ترقی کرتا چلا جائے گا اور دنیا کی مضبوط ترین طاقتوں میں سے ہو جائیگا۔

حیدر آباد کے معاملہ کے متعلق بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر مسلمان حوصلہ سے کام لیں۔ تو حیدر آباد کا مسئلہ کوئی ناقابل تلافی مصیبت نہیں۔ حق تو یہ ہے کہ حیدر آباد اپنے حالات کے لحاظ سے انڈین یونین میں ہی شامل ہونا چاہیئے تھا۔ جس طرح کہ کشمیر اپنے حالات کے لحاظ سے پاکستان میں ہی شامل ہونا چاہیئے۔ میں تو شروع دن سے مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں اور میرے نزدیک اگر حیدر آباد اور کشمیر کے مسئلہ کو اکٹھا رکھ کر حل کیا جاتا تو شاید الجھنیں پیدا ہی نہ ہوتیں۔ لیکن بعض دفعہ لیڈر عوام الناس کے شدید جذبات سے اتنے مرعوب ہوتے ہیں کہ وہ وقت پر صحیح رستہ اختیار ہی نہیں کر سکتے۔ حیدر آباد کی پرانی تاریخ بتا رہی ہے کہ حیدر آباد کے نظام کبھی بھی لڑائی میں اچھے ثابت نہیں ہوئے۔ چونکہ میرے پر دادا اور نظام الملک کو ایک ہی سال میں خطاب اور عہدہ ملا تھا۔ اسلئے مجھے اس خاندان کی تاریخ کے ساتھ کچھ دلچسپی رہی ہے ۱۷۰۷ء میں ہی ان کو خطاب ملا ہے اور ۱۷۰۷ء میں ہی میرے پر دادا مرزا فیض محمد خان صاحب کو خطاب ملا تھا۔ ان کو نظام الملک اور ہمارے پر دادا کو عضد الدولہ۔ اس وقت میرے پاس کاغذات نہیں ہیں۔ جہاں تک عہدے کا سوال ہے۔ غالباً نظام الملک کو پہلے پانچ ہزاری کا عہدہ ملا تھا۔ لیکن مرزا فیض محمد صاحب کو ہفت ہزاری کا عہدہ ملا تھا۔ اسوقت نظام الملک باوجود دکن میں شورش کے دلّی میں بیٹھے رہے اور تب دکن گئے تھے۔ جب دکن کے فسادات مٹ گئے تھے۔ سلطان حیدر الدین کی جنگوں میں بھی حیدر آباد نے کوئی اچھا نمونہ نہیں دکھایا تھا۔ مرہٹوں کی جنگوں میں بھی اس کا رویہ اچھا نہیں تھا۔ انگریزوں کے ہندوستان میں قدم جمنے میں بھی حیدر آباد کی حکومت کا بہت کچھ دخل تھا۔ مگر جہاں بہادری کے معاملہ میں نظام کبھی اچھے ثابت نہیں ہوئے وہاں عام دور اندیشی اور انصاف اور علم پروری میں یقیناً یہ خاندان نہایت اعلےٰ نمونہ دکھاتا رہا ہے اور اسی وجہ سے کسی اور ریاست کے باشندوں میں اپنے رئیس سے اتنی محبت نہیں پائی جاتی جتنی کہ نظام کی رعایا میں نظام کی پائی جاتی ہے انصاف کے معاملہ میں میرا اثر یہی رہا ہے کہ حیدر آباد کا انصاف برطانوی راج سے بھی زیادہ اچھا تھا۔ ہندو مسلمان کا سوال کبھی نظاموں نے اٹھنے نہیں دیا۔ اور ان خوبیوں کیوجہ سے وہ ہمیشہ ہی ہندوستان کے مسلمانوں میں مقبول رہے۔ لیکن جہاں یہ صحیح ہے کہ حیدر آباد کا نظام خاندان کبھی بھی جنگی خاندان ثابت نہیں ہوا۔ وہاں یہ بھی درست ہے کہ حیدر آباد کی رعایا بھی جنگی رعایا نہیں۔ کوئی نئی روح ان کو جنگی بنا سکتی تھی۔ مگر نواب بہادر یار جنگ کی وفات کے بعد وہ نئی روح حیدر آباد میں نہیں رہی۔ سید قاسم رضوی کے جاننے والے جانتے ہیں کہ بہادر یار جنگ والی روح ان میں نہیں۔ بہادر یار جنگ علاوہ اعلےٰ درجہ کے مقرر ہونے کے عملی آدمی تھے۔ قاسم رضوی صاحب مقرر ضرور ہیں۔ مگر اعلےٰ درجہ کے عملی آدمی نہیں ہیں۔ شہزادہ برار کے اندر بھی کوئی ایسی روح نہیں شہزادہ برار نے آج سے اکیس ۲۱ سال پہلے بعض مہاسبھائی ذہنیت کے لوگوں سے ایک خفیہ معاہدہ کیا تھا۔ جس میں یہ اقرار کیا تھا کہ جب بھی میں برسر حکومت آؤں گا۔ میں فلاں فلاں رعائتیں ہندو قوم کو دوں گا یہ معاہدہ ان کے ایک مخلص صاحب کے علم میں آگیا اور اس نے ان کے کاغذات میں سے وہ معاہدہ نکال کر مجھے پہنچا دیا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ شہزادہ برار کو کوئی جیب خرچ نہیں ملتا تھا اور بعض ہندوؤں نے ان کو روپیہ دینا شروع کر دیا تھا۔ جس کی بناء پر انہوں نے یہ معاہدہ کیا تھا۔ میں نے اس معاہدہ کی اطلاع گورنمنٹ آف انڈیا کو دی اور اسکو توجہ دلائی کہ اتنی بڑی سلطنت کے ولیعہد کو کوئی جیب خرچ نہ ملنا نہایت خطرناک بات ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ گورنمنٹ آف انڈیا نے اس حقیقت کو محسوس کرتے ہوئے حکماً شہزادے کا جیب خرچ مقرر کر دیا جو غالباً دس ہزار یا بیس ہزار روپیہ ماہوار تھا۔ ایسے انسان سے کیا امید کی جاسکتی تھی کہ وہ اس نازک وقت میں اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر قوم کی رہنمائی کرے گا۔ پس حیدر آباد کا واقعہ گو مسلمانوں کے لئے نہایت ہی تکلیف دہ ہے۔ لیکن جو کچھ اس وقت ہوا ہے۔ تاریخی واقعات کی ایک لمبی زنجیر کی آخری کڑی ہے۔ بیشک آج مسلمان اسبات کا خیال کر کے بہت ہی شرم محسوس کرتے ہیں کہ تین دن پہلے مسلمانوں کے لیڈر حیدر آباد سے یہ براڈ کاسٹ کر رہے تھے کہ ہم دلّی کے لال قلعہ کی طرف آرہے ہیں۔ اور تین دن کے اندر اندر انہوں نے ہتھیار بھی ڈالدیئے اور ان ساری امیدوں کو چھوڑ دیا جو ربع صدی سے اپنے دلوں میں لئے بیٹھے تھے۔ مگر میں سمجھتا ہوں یہ ابتلاء بھی اگر پاکستان کے مسلمانوں کی عزم کو اور بلند کرنے کا موجب ہو جائے تو بلا زحمت نہیں بلکہ بلا رحمت ثابت ہو گا۔

خدا تعالےٰ تمام دنیوی دروازے بند کر کے مسلمانوں کو بلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ۔ خدا کی رحمت کا دروازہ اب بھی کھلا ہے کاش مسلمان اپنی آنکھیں کھولیں۔ اور اسکی آواز پر لبیک کہیں۔ اسلام کا جھنڈا سرنگون نہیں ہو سکتا۔ خدا کے فرشتے خود ہی اسکو اونچا رکھیں گے۔ ہمیں تو اسبات کی فکر کرنی چاہیئے کہ خدا کے فرشتوں کے ہاتھوں کے ساتھ ہمارے ہاتھ بھی اس جھنڈے کو سہارا دے رہے ہوں۔ اے خدا تو مسلمانوں کی آنکھیں کھول تاکہ وہ اپنے فرض کو پہچانیں تیری آواز کو سنیں اور اسلام پھر دنیا میں معزز اور مؤقر ہو جائے۔

اعلان

برائے جماعتہائے ضلع شیخوپورہ

مہاشہ محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ضلع شیخوپورہ میں تبلیغ کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ جملہ جماعتہائے احمدیہ ضلع شیخوپورہ تبلیغی امور میں ان سے مشورہ و تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ)

مشرقی افریقہ کے مسلمانوں میں باہمی اتحاد کی رُوح

(از مکرم شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ افریقہ)

یہ امر موجب مسرت ہے کہ مشرقی افریقہ کے مسلمانوں میں باہمی اتحاد کی رُوح پیدا ہو چکی ہے۔ اور قومی جذبہ بہت حد تک نمایاں طور پر نظر آنے لگا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مشرقی افریقہ کا ملک جس میں ہندو مسلم بہت بڑی تعداد میں رہتے ہیں اور زمانہ قدیم سے اس ملک کے تعلقات ہندوستان سے قائم ہیں۔ ہندوستان سے آنے والے ہندو مسلم سب ہی نے اپنے تعلقات کو اپنے ملک کی طرح قائم رکھا ہے۔ اور اس رشتہ کو توڑنے کی بجائے ہمیشہ مضبوط کرنے کی کوشش کی ہے اسلئے ہندوستان کی ہر تحریک کا اثر قدرتی طور پر اس ملک میں رہنے والے ہندو مسلمانوں پر پڑتا ہے۔ اور جس قسم کی رو ہندوستان میں شروع ہوتی ہے۔ اس قسم کی رَو اس ملک میں بھی شروع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ہندوستان میں ہندوؤں نے اسبات پر زور دینا شروع کیا کہ ہندی زبان کو رائج کیا جائے سکولوں میں ہندی زبان آئندہ پڑھائی جائے تو یہاں کے ہندوؤں نے بھی یہی راگ الاپنا شروع کر دیا۔ تازہ خبر ہے کہ کینیا کالونی کے محکمہ تعلیم نے ہندوؤں کے زور دینے پر اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ ہندی زبان کے پڑھانے کا بھی انتظام آئندہ سے انڈین سکولوں میں جیساکہ گجراتی زبان اور اُردو زبان کے پڑھانے اور سکھانے کا انتظام ہے کیا جائے گا ہمارے سکھ بھائیوں نے اس بات کی بڑی کوشش کی کہ اُردو۔ گجراتی اور ہندی کے ساتھ گورمکھی کو بھی سکولوں میں رائج کیا جائے۔ لیکن سکھ لڑکوں کی تعداد کی کمی کی وجہ سے حکومت نے ان کے مطالبہ کو تسلیم نہیں کیا۔

میرا مقصد اس بات کے بیان سے صرف اس قدر ہے کہ ہندوستان کی کم و بیش ہر تحریک اس ملک میں اپنا اثر پیدا کرتی ہے ہندوستان بٹ جانے سے پاکستان کا علاقہ مسلمانوں کو ان کے جائز حق کے طور پر ملا۔ لیکن چونکہ اس تقسیم سے دونوں قوموں کے تعلقات میں بہت کچھ بگاڑ پیدا ہوا۔ اس کے نتیجہ میں یہاں بھی دونوں قوموں میں کافی سے زیادہ کھچاوٹ اور کشمکش دکھائی دیتی ہے۔ مسلمانوں کو ہر طرف سے مصائب نے آگھیرا۔ مشکلات نے ان کو بہت حد تک تنگ کیا۔ اغیار نے ان کو ہر طرح نقصان پہنچایا۔ قدرتی طور مسلمانوں نے باہمی اتحاد کی طرف توجہ کی اور پاکستان کے ہر بڑے چھوٹے نے اتحاد کی آواز کو بلند کیا۔ شیعہ۔ سُنّی احمدی غیر احمدی کے فرق کو اس وقت قومی مفاد کے خلاف قرار دیا گیا۔ مشترکہ امور کے لئے باہمی یگانگت بے حد ضروری چیز ہے۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ کئی سالوں سے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلاتے چلے آرہے تھے اس وقت اگر اس آواز پر کان دھرا ہوتا۔ اور باہمی اتحاد مشترکہ اُمور میں اختیار کیا جاتا تو یقیناً مسلمانوں کی اس وقت پوزیشن بہت زیادہ مضبوط اور محفوظ ہوتی۔ تاہم پاکستان اور ہندوستان میں مسلمانوں کے باہمی اتحاد و اتفاق کی رو اس ملک میں بھی پہنچی۔ اور باوجود اس کے کہ مسلمانوں کا باہمی اختلاف تکلیف دہ حالت کا نظارہ پیش کرتا تھا۔ اور مسلمانوں کی اقتصادی اور سیاسی ترقی کے لئے ایک خطرناک رُکاوٹ بنا ہوا تھا۔ اور مسلمانوں کو ہر میدان میں جان بازیوں کے ساتھ ہمسایہ قوم کچلنے کی تجویزوں پر عمل کر رہی تھی۔ پاکستان کے نعرہ نے ایک مشترکہ مقصد مسلمانوں کے سامنے لا کھڑا کیا۔ اور مشرقی افریقہ کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک کے مسلمانوں کو بہت حد تک یکجان کر دیا۔

طبعی طور پر پاکستان کے تازہ حالات اور مسلمانوں کی وُہ مصائب جو انہیں مشرقی پنجاب میں برداشت کرنا پڑے۔ جوں جوں یہاں کے مسلمانوں کے سامنے تازہ تفصیلات کے ساتھ آ رہے ہیں۔ یہ رشتہ موَدّت بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اور اس یکساں قومی جذبہ میں ایک خاص قوت پیدا ہو رہی ہے جس کا نظارہ مختلف مواقع اور تقریبوں پر خوب نظر آتا ہے۔ مشترکہ جلسہ باہمی میل جول اور سیاسی مفاد کے حصول کا ذریعہ ہے اور جدوجہد باہمی میل ملاپ سے کرتے ہیں۔ اور ہر ایک فرقے کا مسلمان جہاں تک اس کا بس چل سکتا ہے ان امور میں دوسرے سے بڑھکر حصہ لینے کی کوشش کرتا ہے۔ اس وقت یہاں کے مسلمانوں کی سامنے پاکستان کی مالی امداد اور فلسطین کے معاملہ میں عربوں کی مالی امداد کا سوال ہے۔ اس کے لئے تمام مسلمان فرقوں نے حصہ لیا۔ تمام مسلم ایسوسی ایشنز نے کہیں مل کر کہیں الگ الگ فنڈز اکٹھے کئے۔ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن آف ایسٹ افریقہ نے بھی "پاکستان ویک" مناکر کافی رقوم جمع کیں۔ جن میں مسلم پبلک کے تمام حصوں نے بڑے شوق و ذوق سے حصہ لیا۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان اور فلسطین کا معاملہ ہر ایک مسلمان کا اپنا ہی معاملہ ہے اس وقت تک اخبارات میں جو امداد شمار رقوم کے چھپے ہیں۔ ان سے ہمارے مندرجہ بالا بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ فلسطین ریلیف فنڈ میں جون ۱۹۴۸ء کے آخر تک دو لاکھ چالیس ہزار شلنگ جمع ہوئے۔ اور ابھی اس میں زنجبار اور ٹانگانیکا کی رقوم جمع کرنی باقی ہیں۔ اس صورت میں یہ تین لاکھ سے بھی زائد رقم ہو جاتی ہے۔ پاکستان کی مالی امداد قائداعظم "ریلیف فنڈ" کے سلسلہ میں سارے مشرقی افریقہ کی رقوم کی یکجائی طور پر اگرچہ کوئی میزان ابھی تک نہیں چھپی۔ لیکن مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور اس کی شاخوں کے ذریعہ "پاکستان ویک" کچھ عرصہ ہوا خاص طور پر منایا گیا اس ہفتہ میں اس فنڈ کے لئے جو رقم جمع کی گئی۔ اس کی میزان تین لاکھ پچپن ہزار ایک سو شلنگ ہے۔ اب اس فیڈریشن نے "پاکستان ڈے" خاص طور پر منانے کا اعلان کیا ہے جو یوم آزادی یعنی پندرہ اگست کو منایا جا رہا ہے ان کا Target دس لاکھ شلنگ جمع کرنے کا ہے مزید براں متفرق قصبات دیہات وغیرہ سے جو رقوم اس غرض کے لئے جمع ہوئیں۔ اور کراچی بھیجی گئیں۔ وُہ الگ ہیں۔ پھر یہاں کے ہر مسلم خاندان نے کسی نہ کسی رنگ میں پاکستان میں آنیوالے مسلمانوں کی جو ہندوستان سے خستہ حالت میں پہنچے ان کی نہ صرف فوری طور پر امداد کی بلکہ ماہوار باقاعدہ خاندانوں کی اس طرح امداد کر کے قومی جذبہ اور قومی خدمت کے اہم فریضہ کو ادا کر رہے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ جب تک سچا جذبہ کسی کام کے لئے پیدا نہ ہو۔ اس وقت تک کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ سیاسی طور پر مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ مگر مسلمانوں کے قومی جذبہ نے جو باہمی اتحاد کی روح ان کے اندر پیدا کی تو کینیا کالونی کی حکومت ان کے لئے جداگانہ انتخاب کے سوال پر غور کرنے کے لئے تیار ہو گئی۔ اور گذشتہ انتخابات کے لئے خاص طور پر قانون میں عارضی ترمیم بھی کر دی کہ مسلمان بہر حال اپنی منشار کے مطابق دو نمائندے کونسل میں بھیج سکیں گے۔ پھر جب انتخاب کا موقع آیا۔ تو مسلمانوں نے اتحاد کا ایک شاندار مظاہرہ پیش کر کے اپنے نمائندوں کو بلا مقابلہ کونسل میں بھجوایا اور قوم کا لکھوکھا فضول خرچ بچا دیا۔ اس یگانگت اتحاد اور قومی جذبہ کی روح نے مقامی ہندو پریس۔ ہندو قوم کو بے شک حیران کر دیا۔ دوسری طرف حکومت پر اچھا اثر ہوا۔ لیکن حقیقی فوائد تبھی حاصل ہو سکینگے اگر مشرقی افریقہ کے مسلمانوں نے اس قومی جذبہ اور باہمی اتحاد کی روح کو قائم رکھا۔ اور یہ تبھی قائم رہ سکتی ہے کہ مشترکہ امور میں سب مسلمان فرقے بغیر کسی حیل و حجت کے جمع ہو جائیں

یقیناً ہز ہائی نس آغاخان نے بھی اس سلسلہ میں مشرقی افریقہ کے مسلمانوں میں اس روح کو قائم کرنے کی قابل شکر یہ کوشش کی ہے۔

اسلام کا پیغام دنیا کے کناروں تک

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

اخبارات میں احمدیت کا چرچا

رپورٹ کارگذاری ہالینڈ مشن بابت ماہ جولائی ۱۹۴۸ء

(از مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب مبلغ ہالینڈ)

اس ماہ بھی کام بفضلہ تعالیٰ حسب معمول خوش اسلوبی سے جاری رہا۔ پیاسی روحوں کی روحانی تشنگی کو دور کرنے کے سامان بہم پہنچائے جاتے رہے احمدیت سے لوگوں کو مختلف ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے روشناس کرایا جاتا رہا۔ ملاقاتوں اور خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ ذیل میں مختصر طور پر رپورٹ کارگذاری ملاحظہ احباب کے لئے درج کی جاتی ہے۔

ہیگ میں ہماری تبلیغی میٹنگ

اس ماہ ہیگ میں تبلیغی میٹنگ کے انعقاد کا انتظام کیا گیا۔ اس بارہ میں شمولیت کے لئے دو صد کے قریب دعوت نامے مختلف لوگوں کو پہنچائے گئے۔ ایک روزنامہ اخبار NIEUWE COURANT میں اعلان کروایا گیا۔ میٹنگ ۲۰ جولائی شام کے آٹھ بجے برادرم مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب کی زیر صدارت عمل میں آئی۔ ۲۰ احباب نے شرکت کی۔ برادرم حافظ صاحب نے اپنی تعارفی تقریر میں میٹنگ کی غرض و غایت بیان کی اور احمدیت سے لوگوں کو روشناس کرا دیا۔ نیز آپ نے احسن پیرایہ میں عیسائیت اور اسلام کی تعلیمات کا موازنہ کرتے ہوئے۔ اسلامی احکام اور تعلیمات کی برتری کو ٹھوس دلائل سے واضح کیا۔ بعد ازاں برادرم مولوی غلام احمد صاحب بشیر نے گناہ کی فلاسفی کے مسئلہ پر تقریر کرتے ہوئے اس بارہ میں عیسائیت کی تعلیمات کو غلط ثابت کرتے ہوئے اسلامی نظریات کو واضح طور پر پیش کرتے ہوئے کی برتری کو مختلف دلائل سے ثابت کیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں اس بات کو خاص طور پر پیش کیا کہ وراثت گناہ کا مسئلہ بالبداہت غلط ہے اس بارہ میں آپ نے بائیبل سے حوالجات پیش کرتے ہوئے اس نظریہ کی پُر زور تردید کی۔ برادرم عبد الرحمٰن صاحب المہدی کوپی نے اپنی تقریر میں اسلامی تعلیمات کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اس بات پر آپ نے خاص طور پر زور دیا کہ اسلام صلح و آشتی اور امن کا مذہب ہے۔ بعد میں دیر تک سوالات کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر اڑھائی گھنٹہ کی کارروائی کے بعد یہ دلچسپ میٹنگ ختم ہوئی۔ اس موقع پر تین غیر مسلم احباب نے مشن کے لئے کچھ المقدور چندہ بھی دیا خاکسار بوجہ علالت اس میٹنگ میں شمولیت سے عاجز رہا۔ گو انتظامات میں خاکسار نے بھی حصہ لیا۔

اخبارات میں احمدیت کا ذکر

ایک روز یہاں کے ایک مشہور ہفتہ وار اخبار KALSAVIERS کا نمائندہ انٹرویو کے لئے آیا۔ خاکسار نے دو گھنٹہ تک اس سے اسلام اور احمدیت کے متعلق گفتگو کی۔ اور اسے تفصیلی معلومات بہم پہنچائیں۔ میں نے خصوصیت سے قادیان سے متعلقہ اپنی مشکلات کو وضاحت سے پیش کیا۔ نیز اسے قادیان ڈائری اور کتاب Head of the Ahmadiyya Community مطالعہ کے لئے دیں۔ اس اخبار کی ۱۷ جولائی کی اشاعت میں میرے فوٹو کے ساتھ یہ انٹرویو شائع ہوا۔ اس کا ملخص درج ذیل ہے۔ "ہم نے ہیگ کے ایک مکان میں ایک اسلامی مبشر سے ملاقات کی جو اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ اسلام کی اشاعت کا کام کر رہے ہیں۔ یہ تینوں مبشرین اسلام احمدیہ موومنٹ سے تعلق رکھتے ہیں جس کے بانی حضرت حضرت احمدؑ ہیں۔ اور موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہیں۔ ان کا مرکز قادیان انڈیا ہے۔ ہمارے مخاطب نے ہمیں بتایا کہ اسلام کا پیغام عالمگیر ہے حضرت احمد (علیہ السلام) کی ایک پیشگوئی کے مطابق اسلام ۳۰۰ سال کے اندر اندر اکناف عالم میں پھیل جائے گا۔ نیز ہمیں بتایا گیا کہ احمدیہ جماعت کے مشن یورپ کے تمام ممالک میں کامیابی سے کام کر رہے ہیں۔ لنڈن۔ امریکہ۔ افریقہ۔ اٹلی۔ فرانس سوئٹزرلینڈ۔ ہالینڈ اور جرمنی میں احمدیت کا چرچا خصوصیت سے جاری ہے۔

تعداد ازدواج۔ روزہ کی فلاسفی اور بعض دیگر مسائل کے متعلق ہم نے اپنے مخاطب سے علم حاصل کیا ہمارے مخاطب نے ہمیں بتلایا کہ ان کا مقصد یہ بھی ہے کہ ان ممالک کی زبانوں پر عبور حاصل کیا جائے۔ ہمارے مخاطب نے قادیان سے متعلقہ اپنی مشکلات کو وضاحت سے پیش کیا اور بتلایا کہ اس وقت وہاں صرف ۳۱۳ احمدی آباد ہیں۔ نیز ہمیں بتلایا گیا ہے کہ وہ قادیان کو کسی قیمت پر نہیں چھوڑیں گے۔ اور اسے واپس لے کر دم لیں گے۔"

اسی طرح ایک اور اخبار DE GECOMBINEERDE ۱۳ جولائی کو ایک لیڈنگ آرٹیکل شائع ہوا۔ جس میں مضمون نگار نے مذکرہ بالا اخبار سے معلومات حاصل کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اسلام و احمدیت کی بعض تعلیمات پر بحث کرتے ہوئے اور اسلامی اخوت کو پیش کرتے ہوئے عیسائی دنیا کے لئے اس کو بطور سبق کے پیش کیا۔ مضمون نگار نے لکھا ہے۔ کہ اس نے بعض اسلامی ممالک میں خود مسلمانوں کو پہلو بہ پہلو کھڑے ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور جھکے ہوئے دیکھا ہے۔ ان کی عبادت میں کسی قسم کی نمائش وغیرہ اس نے نہیں دیکھی۔ نیز اس نے مسجدوں کو پُر دیکھا اور بعض دفعہ مساجد میں جگہ نہ ہونے پر لوگوں کو گلیوں میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور اس بات کا اس کی طبیعت پر گہرا اثر ہے۔

ملاقاتیں

ملاقاتوں کا سلسلہ بفضلہ تعالیٰ حسب معمول جاری رہا۔ اس ماہ ایک اہم ملاقات ڈچ سفیر برائے پاکستان سے ہوئی۔ اخبارات سے علم حاصل کر کے ہم نے ڈچ فارن آفس کی وساطت سے ان سے ملاقات کا انتظام کیا۔ برادرم حافظ صاحب اور خاکسار نے قریباً ایک گھنٹہ تک ان سے گفتگو کی اور احمدیت کے متعلق انہیں واقفیت بہم پہنچائی۔ انہوں نے کہا۔ کہ انہیں یہاں مشن کے متعلق اخبارات کے ذریعہ علم ہو چکا ہوا ہے۔ ہم نے قادیان ڈائری مطالعہ کے لئے پیش کی۔ جسے انہوں نے خوشی سے قبول کیا۔ مسٹر [illegible] سے کئی دفعہ ملاقات ہوئی۔ ان کو خاص طور پر تبلیغ کی جا رہی ہے۔ سنجیدہ اور سمجھدار نوجوان ہیں۔ احباب سے ان کیلئے خاص طور پر دعا کی درخواست ہے۔ کوئنگ فیمیلی سے بھی گاہے بگاہے ملاقات ہوتی رہی۔ برادرم حافظ صاحب نے ہوائی محکمہ کے ایک افسر مسٹر خان زدن سے مشن سے متعلقہ بعض امور کے سلسلہ میں ملاقات کی۔ ریونی لیڈر کے صاحبزادے مسٹر محمد خان سے بھی ملاقات ہوئی۔ ایک مسلمان طالب علم ارشد سعید بھی ایک دفعہ ملنے کے لئے آئے اور ایک دفعہ نماز جمعہ میں بھی شریک ہوئے۔ اسی طرح ہندوستانی پارسی عورت مسز سٹوکر اور مسز واڈیر جو کہ اسلامی مسائل سے گہری دلچسپی رکھتی ہیں سے بھی ملاقات کی گئی۔ میرے ایک دوست مسٹر LYON میری عیادت کے لئے آئے ان سے دو گھنٹہ تک احمدیت کے متعلق گفتگو ہوئی۔ اسی طرح ایک اور دوست Mr. ROMBOUTS ملنے کے لئے آئے۔ ان سے خاکسار نے گفتگو کی۔ انہوں نے میری تحریک پر "Head of the Ahmadiyya Community" کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ نیز ہمارے مشن کے متعلق ایک مضمون بھی لکھا ہے۔ پروفیسر فان ونگ ایڈونٹ مشن کے ہیڈ پادری جرمن چرچ کے ہیڈ پادری اور اسی طرح مسٹر Brank.... سے برادرم بشیر صاحب مل کر پیغام حق پہنچاتے رہے برادرم مکرم عبد الرحمٰن المہدی ان کو پی ایمسٹرڈم سے ملاقات کے لئے آتے۔ اسی طرح اسلامی بہن محترمہ رضیہ سے بھی ملاقات ہوتی رہی نئے احمدی بھائی مسٹر خالد بھی ایک دفعہ ملنے کے لئے آئے احباب جماعت کی تربیت کی طرف توجہ اور وقت صرف کیا جاتا رہا ہے۔ احباب سے کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

چوہدری انور احمد صاحب امیر جماعت کلکتہ کی آمد

برادرم مکرم چوہدری انور احمد صاحب اس ماہ اپنی اہلیہ محترمہ اور بچوں کے ہمراہ تشریف لائے اور بارہ روز تک قیام کیا۔ ان کا قیام ہمارے لئے خوشی کا باعث رہا۔ ان کا سلسلہ سے اخلاص اور تبلیغ کا شوق قابل تعریف ہے۔ ....

ان کی معیت میں ہالینڈ کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا گیا۔ اور موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ آپ کی یہ انتہائی خواہش تھی کہ مقامی احمدی احباب سے مل سکیں۔ چنانچہ ان کی خواہش کو پورا کرنے کا اہتمام کیا گیا اور احمدی احباب سے ان کو متعارف کروایا گیا۔ آپ نے ہماری خواہش پر نماز جمعہ بھی پڑھائی اور خطبہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے زرین اور تائیدی احکام ہم تک پہنچائے۔

رمضان المبارک کا اہتمام

رمضان المبارک کا مہینہ اسلامی دنیا میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس مبارک ماہ کی برکات اور فیوض سے بہرہ ور ہونے کی کوشش کی گئی۔ برادران حافظ صاحب اور بشیر صاحب باقاعدگی سے روزے رکھتے رہے۔ نوافل میں قرآن شریف پڑھنے کا اہتمام باقاعدگی سے جاری رہا۔ برادرم حافظ صاحب سے قرآن کریم سننے اور اس طرح روحانی تشنگی کو دور کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک برادرم چوہدری انور احمد صاحب اپنے قیام کے عرصہ میں باقاعدگی سے اس روحانی مائدہ سے فائدہ اٹھاتے رہے۔

مسز زمرمان کی بیعت

یہ خبر احباب تک پہنچاتے ہوئے ہم خوشی محسوس کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمارے لئے یہ خوشی کا سامان مہیا فرمایا۔ کہ ڈچ مترجم قرآن مسز زمرمان ۳۰ جولائی کو حلقہ بگوش احمدیت ہو گئیں۔ ان کی بیعت کئی لحاظ سے ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوئی۔ اس بارہ میں احباب نے برادرم مکرم حافظ صاحب کا مضمون الفضل میں ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ عنقریب ان کا قبول احمدیت کے متعلق اپنا مضمون احباب الفضل میں ملاحظہ فرما چکے ہوں گے ہماری احمدی بہن بفضلہ نہایت ہی صداقت پسند خاتون ہیں۔ انگریزی جرمن فرنچ اور ڈچ پر انہیں پورا عبور حاصل ہے۔ مشن کے کاموں کے سلسلہ میں ہماری اخلاص سے مدد کرتی رہتی ہیں۔ اور ہمیشہ ہی محبت اور اخلاص سے اپنے آپ کو ہر کام کے لئے پیش کرتی ہیں۔ احباب سے خاص طور پر درخواست ہے کہ احباب

ہماری اس نیک بہن کی استقامت اور اخلاص میں زیادتی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

خط و کتابت

خط و کتابت تبلیغ کا موثر ذریعہ ہے۔ ماہ زیر رپورٹ میں بھی زیر تبلیغ افراد کو خطوط کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی رہی اور ان میں سے اکثر کو لٹریچر بھی بھجوایا جاتا رہا۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ۴۰ کے قریب خطوط لکھے گئے۔

میری علالت

میں اس امر کو بیان کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک لمبی۔ تکلیف دہ اور خطرناک مرض سے نجات عطا فرمائی۔ یہ میرے مولا کا خاص فضل تھا۔ کہ اس نے اپریشن سے پہلے اور بعد میں ہر خطرہ سے محفوظ رکھا برادران حافظ صاحب اور بشیر صاحب نے محبت اخلاص اور ہمدردی سے تیمارداری کے فرائض کو سر انجام دیا۔ ہماری اسلامی بہن مسز زمرمان نے جب کہ وہ احمدیت میں شامل نہیں ہوئی تھیں۔ میری بہت خدمت کی۔ وہ دفعہ باقاعدگی سے ہسپتال آتی رہیں اور میری تمام ضروریات کو پورا کرتی رہیں۔ میں اپنے پیارے اور محسن آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کن الفاظ میں شکریہ ادا کروں الفاظ جذبات کو بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ پیارے آقا نے اپنے ناچیز خادم کو اپنی شفقت اور محبت سے اپنی قیمتی ہدایات اور محبت بھری دعاؤں سے نوازا۔ جیر بزرگان سلسلہ اپنے والدین۔ عزیزان اور اہلیہ کا بھی بے حد ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہی اس محبت اور اخلاص کی جزا ہو سکتا ہے۔ ابھی تک طبیعت اپریشن کے بعد کمزور ہے۔ اپریشن سے متعلقہ بعض عوارضات بھی موجود ہیں۔ احباب سے کامل صحت کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

آخر میں احباب سے مشن کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

میری والدہ مرحومہ

میری والدہ محترمہ کی وفات ۲۴ اور ۲۵ اگست ۱۹۴۸ء کی درمیانی شب کو ½ ۹ بجے ½ ۱ سال کی لمبی بیماری کے بعد ہوئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

میری والدہ مرحومہ ½ ۱ سال مسلسل بیمار رہیں۔ اور بڑی بڑی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن اس کے باوجود کبھی بھی ان کی زبان پر ناشکری کا لفظ تک نہ آیا۔ ہر وقت خدا کا شکر ادا کرتیں اور جماعت اور اپنی اولاد کے لئے دعائیں کرتی رہتی تھیں۔ اپنی بیماری سے قبل ہی وصیت بھی کر دی تھی۔

ہر ایک جانتا ہے کہ ماں کی مامتا مشہور ہے۔ اور کوئی بھی ماں جیسی محبت نہیں رکھتا۔ اور اولاد کی تربیت میں ماں کا بہت حصہ ہوتا ہے۔

بعض والدین اپنی اولاد سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ وہ ان کے لئے مضر ثابت ہوتی ہے۔ اور اولاد کی آئندہ زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔ لیکن میری والدہ مرحومہ نے اپنی مامتا کا اظہار ایسے رنگ میں کیا۔ کہ اپنے پانچوں حقیقی بیٹوں کو باوجود مشکلات کے حیدرآباد سے تین ہزار سو میل کے فاصلہ پر یعنی قادیان میں تعلیم کے لئے بھیجا۔

میرے تین بھائی اپنی تعلیم کو قادیان میں ہی مکمل کر کے واپس لوٹے۔ وہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا ذخیرہ اپنے ساتھ لے گئے۔ اور اپنے والدین کے نام کو روشن کیا۔ ان تین بھائیوں میں ایک مولوی فاضل اور منشی فاضل ہیں اور دو نے قادیان سے میٹرک کیا۔ اور باقی تعلیم حیدرآباد میں حاصل کی۔ کیونکہ اس وقت ابھی کالج کا آغاز نہ ہوا تھا۔ اور اب ہم دو بھائی یہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ میں کالج میں پڑھتا ہوں۔ اور میرا چھوٹا بھائی جو واقف زندگی بھی ہے۔ مدرسہ احمدیہ میں تعلیم پاتا ہے۔ حقیقی محبت کا اظہار انہوں نے اس طریقے سے کیا۔ کہ اپنی اولاد کی تربیت کی خاطر اپنی اولاد سے جدائی کو بھی برداشت کیا اپنے دل پر پتھر رکھ کر اپنی اولاد کو اپنی دو ایسرف حدود کے تکمیل ارشاد کی خاطر تعلیم کے لئے قادیان بھیجا۔ ویسے تعلیم کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ ادارے تو حیدرآباد میں بھی موجود تھے اور حیدرآباد کی تو ایک یونیورسٹی بھی موجود تھی لیکن وہ جانتی تھیں کہ قادیان جیسا ماحول نہیں۔ اور حقیقت میں دینی تعلیم ان کے مدنظر تھی ہم دو بھائی اپنے والدین سے جدا ہو کر پہلی دفعہ ۱۹۳۹ء میں قادیان تعلیم کے لئے آئے ۱۹۳۹ء سے لیکر ۱۹۴۷ء کے عرصہ تک مجھے چار دفعہ گھر جانے کا موقعہ ملا۔ اور آخری دفعہ ۱۹۴۷ء کی موسمی تعطیلات تھیں۔ دسمبر ۱۹۴۷ء میں جبکہ موسمی تعطیلات ختم ہو چکی تھیں۔ باوجود حالات کے خراب ہونے کے ہم دونوں بھائی لاہور آنے پر آمادہ ہوئے۔ انہیں ایام میں ان کی طبیعت زیادہ ناساز تھی لیکن انہوں نے ہمیں کہا کہ اس میں شک نہیں کہ میں بیمار ہوں۔ اور مجھ میں اتنا صبر کا مادہ بھی نہیں۔ پھر بھی میں تمہیں تو اب سے کیوں محروم رکھوں اور روکا نہیں اور کہا۔ کہ جاؤ خدا تمہارا حافظ ہو کیونکہ خدا کے ہی ہاتھ میں زندگی اور موت ہے۔ اس آخری ملاقات کے بعد ہم لاہور میں تعلیم کیلئے آ گئے۔ اور اب ہماری جدائی میں اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔ اور ہمیں داغ مفارقت دے گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ہم راضی برضا ہیں۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ میری والدہ مرحومہ کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی اولاد کو خادم دین بنائے۔ آمین ثم آمین

راقم محمد احمد انور حیدرآبادی متعلم ٹی۔ آئی کالج لاہور

درخواست ہائے دعا

ہمارے مجاہد مجاہد فی سبیل اللہ چوہدری عبدالرحمٰن صاحب مقیم لندن کی بیوی اور بچہ بعمر تین سال ملتان ہسپتال میں نمونیہ سے بیمار پڑے ہیں۔ احباب جماعت ان کی جلد اور کامل صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز مولوی محمد صدیق صاحب مجاہد سیرالیون اور مولوی غلام رسول صاحب کی کامل صحت یابی کے لئے بھی دعا فرمائی جاوے۔ (وکیل التبشیر)

۲۔ میری والدہ ایک عرصے سے بیمار چلی آتی ہیں احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں (خاکسار ہدایت اللہ خان خالد بیرون دہلی دروازہ)

۳۔ خاکسار کے بچہ کی صحت دن بدن گرتی جا رہی ہے بیماری کی تشخیص نہ ہو سکنے کی وجہ سے تسلی بخش علاج نہیں ہو سکا۔ بزرگان قادیان اور احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ مولا کریم اس کو صحت عطا کرے بچہ کی والدہ کی صحت بھی خراب ہے ان کے حق میں بھی دعا کی جاوے۔ خاکسار فتح محمد خان ناصر آباد اسٹیٹ سندھ حال مقیم اسلام پورہ سیالکوٹ۔

۴۔ مجھے کچھ دنوں سے سخت پیچش اور بخار ہو گیا ہے۔ معمولی غذا ملکہ پانی بھی انتڑیوں میں درد اور خراش کرتا ہے۔ اور حد کمزوری ہو چکی ہے۔ اس لئے بزرگان سلسلہ اور خاص طور پر صحابہ کرام اور قادیان شریف کے درویشوں سے درخواست کرتا ہوں کہ میری صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ چوہدری جمال الدین احمد آف دالبرکات (قادیان) حال سیالکوٹ شہر

۵۔ سید حبیب اللہ صادق ایم بی بی ایس کا امتحان ۱۵ ستمبر سے شروع ہے احباب کرام سے درخواست ہے کہ عزیز کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ (مسز ایس پی احمد۔ گوجرانوالہ)

ایرانی حجاج

ایران ۲۰ ستمبر۔ چند سالوں سے ایران کے لوگ حج کے لئے روانہ نہیں ہوا کرتے تھے۔ اس سال حج روانہ کئے جانے کے لئے لوگوں کے لئے بندوبست کر دیا گیا ہے۔ وزیر اعظم نے ایک حکم نامہ جاری کیا ہے۔ جس کے ذریعہ حمل ونقل کے طریقے واضح کئے گئے ہیں اس کے علاوہ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایران کے شاہ نے بذات خود ایک نگران مقرر کیا ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ اس سال ۲۵۰۰ کے قریب حجاج مکہ روانہ ہونگے۔ (اسٹار)

مشرق وسطیٰ میں ٹیلیفون کا سلسلہ پھر جاری ہو گیا

عمان ۲۰ ستمبر۔ مشرق اردن شام اور لبنان کے درمیان مئی کے مہینے سے ٹیلیفون پر عام لوگوں کو گفت وشنید کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ لیکن اب عوام ٹیلیفون سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

— کراچی ۱۹ ستمبر۔ حکومت پاکستان کی وزارت مواصلات کے سیکرٹری مسٹر نیڈ۔ ایچ خاں ہفتے کے دن کراچی پہنچ گئے۔

"نظام کی جگہ تخت پر نہیں۔ جیل خانے میں ہے"

پنڈت نہرو کے اخبار "نیشنل ہیرلڈ" کا تبصرہ

نئی دہلی ۲۰ ستمبر حکومت ہند کے ذمہ وار افسروں اور اخباروں نے لکھا تھا کہ "اعلیٰ حضرت حضور نظام تو رضاکاروں کے غلام ہیں۔ ورنہ وہ تو اچھے آدمی ہیں۔ اور حکومت ہند سے سمجھوتہ کرنا چاہتے ہیں۔ جب "حضور نظام" نے ہتھیار ڈال دئے تھے تو حیدر آباد کے فوجی گورنر نے کہا تھا کہ حیدر آبادیوں سے برادرانہ سلوک کیا جائیگا۔ اور ان کے ساتھ معاندانہ رویہ اختیار نہ کیا جائیگا۔ مگر ہندوستان کے اخبارات نے جو رویہ اختیار کیا ہے۔ وہ ان اطلاعات سے بالکل مختلف ہے۔ ذیل میں ہم پنڈت نہرو کے اخبار "نیشنل ہیرلڈ" اور ایک مشہور اخبار "پائنیر" کے اقتباسات درج کر رہے ہیں:—

اخبار نیشنل ہیرلڈ لکھنؤ لکھتا ہے کہ اگر جنگ بند کرنے کا مطلب ہتھیار ڈالنا ہے۔ تو نظام کو شرطیں پیش کرنے کے بجائے شرطیں منظور کرنی چاہئیں۔ جب تک وہ تخت سے دستبردار نہیں ہوجاتے وہ اپنے یا خاندان شاہی کے مستقبل کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اب ان کے حکم ہی یہ فیصلہ کرینگے کہ آیا ان کو ریاست کا حکمران رکھا جائے یا نہ رکھا جائے ان کی جگہ تخت نہیں بلکہ نظر بندی ہے

اخبار لکھتا ہے کہ میر لائق علی اور ان کی پارٹی اب شہرت کھو چکی ہے اور یہی ان کے سلئے درست تھا۔ لیکن کیا ہم ان کو ان کی سابقہ سرگرمیوں کی سزا دئے بغیر چھوڑ سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے اسلحہ اور آواز اٹھائی۔ انکو سزا ملنی چاہیئے۔

اخبار "پائنیر" لکھتا ہے کہ چونکہ اب نظام کو صحیح راستہ سوجھا ہے۔ اس لئے ہندوستانی فوج کا کام جلد از جلد پورا ہونا چاہیئے رضاکاروں کو ختم کرنا ضروری ہے۔ قاسم رضوی اگر زندہ ہاتھ آجائیں۔ تو ان کو لال قلعہ لاکر مقدمہ چلانا چاہیئے ہماری فوجیں ہر وقت سکندر آباد میں موجود رہیں۔ آئندہ ہمیں کتنی ہی خلوص دلی سے یقین کیوں نہ دلایا جائے۔ لیکن ہم کو یہ جگہ چھوڑنے کی غلطی دہرانی نہیں چاہیئے۔ اور ریاست میں ایک ذمہ وار حکومت قائم ہونی چاہیئے

عرب لیگ لندن کے دفتر کو بند کر دینگے

دمشق ۲۰ ستمبر۔ لندن کے عرب آفس کے جنرل منیجر موسیٰ السلامی نے لندن کی اس اطلاع کی تصدیق کی ہے۔ کہ عرب دفتر آئندہ سال کے اوائل تک بند کر دیا جائیگا اس اقدام کے متعلق انہوں نے کوئی وجہ نہیں بتلائی۔ (اسٹار)

پاکستان کو خوراک باہر سے منگوانی پڑیگی

کراچی ۲۰ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کیلئے غلہ حاصل کرنے کے لئے پاکستان کی وزارت خوراک، زراعت اور صحت، کاغذات تیار کر رہی ہے جنہیں اقوام متحدہ کی خوراک اور زراعت کی انجمن کے سامنے پیش کیا جائیگا وزارت خوراک تحقیق کر رہی ہے

کہ سیلاب سے سندھ، مغربی پنجاب اور مشرقی بنگال میں فصلوں کو کل کتنا نقصان پہنچا ہے۔ امید ہے کہ اگلے پندرہ روز میں وزارت مذکورہ کو نہ صرف صوبائی ضرورتوں کا اندازہ ہوجائیگا بلکہ یہ بھی پتہ چل جائیگا کہ باہر سے غلے کی کتنی مقدار منگوانے کی ضرورت ہے خیال ہے کہ اب کے پاکستان میں ایک لاکھ ٹن غلے کی قلت ہوگی کیونکہ زائد از ضرورت خوراک پیدا کرنیوالے دونوں صوبوں مغربی پنجاب اور سندھ کو سیلاب سے بہت نقصان پہنچا ہے۔

خواجہ ناظم الدین کا تقرر بہت دانشمندانہ ہے۔ لندن کے اخبار کی رائے

لندن ۲۰ ستمبر۔ ہفتہ وار اخبار "سپیکٹیٹر" رقمطراز ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح کی جگہ خواجہ ناظم الدین کا گورنر جنرل کے عہدے پر انتخاب نہایت ہی دانشمندانہ فعل ہے۔ تبصرہ کرنے والے اخبار نے کہا یہ بات بالکل درست ہے کہ پاکستان دوبارہ جناح پیدا نہیں کر سکتا۔ جس طرح کہ امریکہ دوسرا روز ویلٹ اور برطانیہ جنگ کے لئے دوسرا چرچل پیدا نہیں کر سکتا۔ لیکن مسٹر جناح نے ایک اسکیم تیار کی۔ اور حکومت کی بنیاد رکھی وہ سلطنت کو مستحکم کرنے کے کام میں کافی کوشش کر چکے تھے۔ ان کی موت کے بعد چند ایک لوگ رہ گئے ہیں۔ جو کافی قابلیت کے مالک ہیں۔ اور ان کے ارادے کافی مضبوط ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ اس کام کو اتنی جلدی سرانجام نہ دے سکیں گے۔ جتنی جلدی کہ خود قائد اعظم سرانجام دیتے لیکن وہ کافی ترقی کر سکتے ہیں۔

"ہندوستان اور پاکستان کے اختلافات سے قطع نظر پاکستان نے جو اگست ۴۷ء سے اب تک ترقی کی۔ امید پاکستان کو بچا لیگی ہے۔ بعض لوگوں نے پیشگوئی کی تھی کہ پاکستان چند ایک کمزوریوں کیوجہ سے کبھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل نہیں ہوگا۔ لیکن پاکستان کی سیاسی وحدت اور لوگوں کے اتفاق اور کوشش نے ان تمام پیشگوئیوں کو باطل کر دیا ہے ان تمام باتوں کی سب سے بڑی وجہ پاکستان کے باشندوں کے مذہب کی وحدت ہے۔ وہ سب کے سب فقط مذہب اسلام کے پیروکار ہیں۔ اپنے ملک اور قوم کی حفاظت کی عزم صمیم کی مثال اس امر سے ملتی ہے کہ پاکستان نے پاکستان نیشنل گارڈ کی بٹالین تیار کر لی ہیں پاکستان قوت سے اپنے ملک کی حفاظت کرنا چاہتا ہے۔ (اسٹار)

برناڈوٹ کو ہلاک ہونے کا خدشہ تھا

عمان ۲۰ ستمبر۔ یہودی علاقہ میں داخلہ سے کچھ ہی قبل کاونٹ برناڈوٹ نے اس خدشہ کا اظہار کیا تھا کہ کہیں یہودی ان کو ہلاک نہ کر دیں۔ انہوں نے اس خدشہ کا اظہار لجنۃ العربیہ کے کمانڈر سے گفتگو کرتے ہوئے کیا اسی وقت کچھ گولیاں چلنے کی آوازیں آئیں۔ اور کاونٹ برناڈوٹ نے ایسی علامات ظاہر کیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ جانتے ہیں کہ کیا وقوع پذیر ہونے والا ہے۔

کمانڈر موصوف نے انہیں عرب علاقہ میں تحفظ کا یقین دلایا۔ لیکن بعد میں یہودی علاقہ میں داخل ہوتے وقت عرب محافظ ان سے الگ ہو گئے۔ اور وہاں انہیں اپنے حسرتناک انجام سے دوچار ہونا پڑا۔ (اسٹار)

خواجہ شہاب الدین وزیر داخلہ سے مودودی صاحب کی ملاقات

لاہور ۲۰ ستمبر۔ موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ دنوں میں جب حکومت مرکزیہ پاکستان کے وزیر داخلہ خواجہ شہاب الدین لاہور تشریف لائے تو جماعت اسلامی کے امیر مودودی صاحب سے بھی آپ نے گورنمنٹ ہاؤس میں ملاقات کی۔

اس ملاقات میں جماعت اسلامی کی موجودہ پالیسی بعض سرکاری ملازموں کے حلف وفاداری نہ اٹھانے اور جہاد کشمیر کو جائز قرار نہ دینے کے مسائل زیر بحث آئے۔ ان مسائل پر گفتگو کے بعد مودودی صاحب نے وزیر داخلہ سے یہ بھی کہا کہ ان کے اخباروں "کوثر" اور "تسنیم" کو بلا وجہ چھ چھ ماہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ ان اخباروں اور ان کے سارے لٹریچر میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ وزیر داخلہ نے مودودی صاحب کے اس دعوے کی صداقت کو جانچنے کے لئے ان سے لٹریچر اور اخباروں کی فائلیں لے کر انہیں چھان بین کے لئے ایک آئی۔ سی۔ ایس افسر کے سپرد کیا ہے اس افسر کی رپورٹ کے بعد ممکن ہے وزیر داخلہ پاکستان صوبائی حکومت سے کسی قسم کی کوئی سفارش کریں۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جماعت اسلامی اپنی تحریک نفاذ شرعی اور دیگر اغراض و مقاصد کے متعلق بہت جلد ایک منشور شائع کرنے والی ہے۔ (نامہ نگار خصوصی)

— کراچی ۲۰ ستمبر۔ پاکستان کے گورنر جنرل پاکستان نے آج یکن۔ میاں ممتاز دولتانہ اور میاں امیر الدین سے ملاقات کی

گذارش

قادیان میں ہجرت سے قبل بہت سے احباب نے مجھ سے کچی اینٹیں لی تھیں۔ اور کافی رقوم ان کے ذمہ تھیں ہجرت پر ایک سال گذر رہا ہے اور قریباً تمام احباب کسی نہ کسی کام پر لگ چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک انہوں نے میرا روپیہ ادا نہیں کیا۔ بذریعہ اعلان ہذا تمام احباب کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ براہ کرم میری رقوم فوراً مجھے ادا کریں۔ تاکہ میں بھی لوگوں کا روپیہ جو میرے ذمہ ہے ادا کر سکوں۔

خاکسار غلام رسول احمدی ٹھیکیدار آف دار الرحمت قادیان حال معرفت بابو عزیز محمد خان صاحب بی۔ اے ہیڈ کلرک دفتر چیف انجینیئرنگ آفس بہاولپور